مشاہدات۔1014

ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت اسلام
وقت 5-7 منٹ

”اے جُنوں! کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار“

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ(آل عمران:105)

اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

مجھ کو ہے اک فوقِ عادت اے خدا! جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں مَیں غم میں دین کے اک دیوانہ وار

سامعین کرام! گزشتہ دنوں خاکسار کی نظروں سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر گزری جو آپؓ نے ”اے جُنوں! کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار“ کے عنوان پر حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کی وفات پر لکھی جسے آپؓ نے حضرت چوہدری صاحب موصوفؓ کی خدماتِ اسلام احمدیت کو مجنونانہ کیفیت کا رنگ دے کر بیان فرمایا نیز لکھا کہ

”یہ احساس ہے کہ مخلص اور جانثار اور دیانت دار اور خدمتِ دین کی دُھن رکھنے والے جنونی ٹائپ کے کارکن کہاں سے آئیں گے جو اپنا سب کچھ خدا کے قدموں میں عشقِ رسولؐ کے جذبہ میں مخمور ہو کر قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔“

(الفضل ربوہ 9/مارچ 1960ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے محوّلہ بالا الفاظ پڑھ کر دل میں یہ تحریک ہوئی کہ اِس عنوان پر ایک تحریر بطور تقریر لکھوں کہ شاید کے تیرے دل میں اُتر جائے میری بات۔

سامعین! آج کی تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کا مصرع ہے۔ مکمل شعر یہ ہے۔

کشتیٔ اسلام بےلطف خدا اب غرق ہے
اے جُنوں! کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار

اِس شعر بالخصوص اس کے دوسرے مصرع کے مفہوم اور تشریح میں جانے سے قبل ”جُنون“ کے لفظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی دیکھنے ہوں گے۔ جیم کی ضمّہ کے ساتھ جُنون کا استعمال اِس دُنیا میں گو اچھے معنوں میں نہیں ہوتا لیکن روحانی دنیا میں یہ لفظ اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے خدمتِ دین کی دُھن لگنا۔ وہ کسی پر عاشق ہو گیا ہے۔ وہ تو اُس کا دیوانہ ہے۔ اُسے فلاں کام کا جُنون ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اِنَّکَ لَمَجۡنُوۡنٌ (سورۃ الحجر:7) کا ترجمہ کیا۔ ”تو یقیناً دیوانہ ہے۔“ کرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ یہ لفظ مجذوب کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ عشق کی دیوانگی کے سبب قیس عامری کا لقب ”مجنوں“ پڑ گیا تھا کیونکہ وہ ”لیلیٰ“ کا عاشق تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ”مجنون“ کا لفظ قرآنِ کریم میں بہت مقامات پر اچھے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ متعدد جگہوں پر مخالفین کا انبیاء کو مجنون کا طعنہ دینے کا ذکر ملتا ہے۔ جیسے حضرت نوحؑ کو مجنون کہنے کا ذکر سورۃ القمر آیت 10 اور سورۃ الذاریات آیت 53 میں ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاندین نے شاعرٍ مجنون (سورۃ الصافات:71) کے طعنے دیئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اِس کی صفائی بھی کئی مقامات پر دی کہ تُو مجنون نہیں ہے جیسے کہا گیا کہ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ (سورۃ القلم:3) اور وَمَا صَاحِبُکُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ (سورۃ التکویر:23) سے عیاں ہے۔ ایسا ہی آپؐ کے مجنون ہونے کی نفی کا ذکر سورۃ الطور آیت 30 میں بھی ملتا ہے۔

جیسے فرمایا۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ

غرضیکہ تُو نصیحت کرتا چلا جا۔ پس اپنے ربّ کی نعمت کے طفیل تُو نہ تو کاہن ہے اور نہ مجنون۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ: راست بازوں کو آج تک ایسا کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم میں ایک بات فرمائی ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اُن کے خلاصے در خلاصے اور علوم کو جمع کرو تو رسول اللہ مجنون ثابت نہ ہوں گے۔ بلکہ اَعْقَلُ النَّاس۔ سورۃ القلم میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔“

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 451)

پھر آپؓ نے فرمایا۔

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تُو بڑے اعلیٰ خُلق پر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق اپنی ذات میں بے نظیر تھے۔ بیویوں کے ساتھ تعلق اس سے بڑھ کر۔ قوم کے ساتھ ایسا صاف معاملہ کہ جب تک خدائی پیغام نہیں پہنچایا۔ سب آپؐ کو صادق و امین سمجھتے تھے۔ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (سورۃ الانعام:34) بادشاہوں کے ساتھ ایسے اچھے تعلق کہ آپؐ کے مُریدوں نے حبشہ میں کس امن سے زندگی گزاری اور خود مکّہ کے شر انگیز رئیسوں میں کیسے مامون رہے اور پھر خدا سے ایسا تعلق کہ قرآن شریف جیسی خَاتَمُ الکتب کی وحی کے مہبَط ہوئے۔ کیا ایسا شخص مجنون ہو سکتا ہے؟ جو تمام مدبّرانِ ملک کی تجویزوں اور تدبیروں کے مقابلہ میں اکیلا کامیاب ہوا۔“

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 452)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنے اِسی مضمون میں ”جنونی ٹائپ“ لفظ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

”مَیں نے ”جنونی ٹائپ“ کے الفاظ دانستہ لکھے ہیں مگر ان سے نعوذ باللہ بیماری والا جنون مراد نہیں جس کے نتیجہ میں عقل پر پردہ پڑتا اور انسان دوسروں کے قتل و غارت کے لئے تیار ہو جاتا ہے بلکہ اِس سے وہ جنون مراد ہے جس میں انسان اپنی مجبوریوں اور حد بندیوں اور طاقتوں کو گویا نظر انداز کرتے ہوئے اپنے نیک مقاصد کے حصول کی طرف دیوانہ وار بڑھتا چلا جاتا ہے اور کسی روک کو خیال میں نہیں لاتا۔ یہ وہی جنون ہے جس کا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس شعر میں ذکر کیا ہے کہ

کشتیٔ اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے
اے جنوں! کچھ کام کر بےکار ہیں عقلوں کے وار

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے مجنوں انسان کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی طاقت کا اندازہ کر کے کوئی کام نہیں کیا کرتا بلکہ جو خیال بھی اُسے آجائے اس کی طرف ہر روک کو نظر انداز کرتے ہوئے اور ہر حد بندی کو توڑے ہوئے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کے سامنے صرف ایک ہی خیال ہوتا ہے کہ مَیں نے یہ کام بہر حال کرنا ہے۔ اِسے خرچ کی پروا نہیں ہوتی۔ اِسے اپنی طاقت کی محدودیت کا احساس نہیں ہوتا۔ اِسے اپنے آرام و آسائش کا خیال نہیں ہوتا بلکہ صرف ایک ہی لگن اور ایک ہی دُھن ہوتی ہے کہ خواہ کچھ ہو مَیں نے بہر حال یہ کام کرنا ہے یہ وہی مقدّس جنون ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اِس شعر میں جو اوپر لکھا گیا ہے اشارہ کیا ہے اور یہی وہ ”جنون“ ہے جس کے مطابق دشمن لوگ اپنی ناسمجھی سے نبیوں اور رسولوں کو مجنون کا نام دیتے چلے آئے ہیں۔“

(الفضل 9 مارچ 1960ء)

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

سامعین! روحانی دنیا میں جُنون کی بات ہو رہی ہے۔ اِس میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جُنون کی حد تک اللہ تعالیٰ سے پیار کرو۔ مجنونہ صلاحیتوں کے ساتھ قرآن کریم کو تدبّر کرتے ہوئے پڑھو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پیار کے مجنوں بن جاؤ۔ اسلام احمدیت کی تبلیغ کے میدان میں مجنونہ طریق کے مطابق کود پڑو۔ اسلام احمدیت سے پیار کی دُھن اور لگن آپ کو کسی اور کام کی طرف مجبور نہ کرے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند اور آپؐ کے خلفاء سے عقیدت کا حق ایسے ادا

کرو جیسے آپ دیوانہ ہیں۔ خلافت کی حفاظت اور اس سے محبت ایسے کرو جیسے اِس کے لگن اور دُھن اور ایسا جنون کسی اور میں نظر نہ آتا ہو۔ اللہ کی مخلوق جو اُس کی عیال ہے سے ایسے مجنونانہ طریق سے محبت وپیار کرو جیسا کہ قرآن واحادیث میں بیان ہوا ہے۔ مَیں نے ابھی دیوانگی کی حد تک خلافت سے پیار کرنے کا ذکر کیا ہے۔ یہ محبت جنون کی حد تک خلفاء کے اندر بھی موجود ہے۔ مَیں ایک Clip دیکھ رہا تھا کہ ہمارے موجودہ امام 1905ء میں جب بھارت کے دَورہ پر تشریف لے گئے تو ایک جمِ غفیر لدھیانہ کے ریلوے اسٹیشن پر تشریف لایا ہوا تھا۔ حضور گاڑی میں اپنی نشست پر براجمان ہو چکے تھے کہ حضور نے جمِ غفیر میں خلافت کے ساتھ وفورِ محبت دیکھی۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑیاں تھیں تو حضور نے اپنی نشست چھوڑ کر دوبارہ ٹرین کے ڈبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر احباب جماعت کو ہاتھ سے Wave کر کے الوداع کہا اور حضور اُس وقت تک دروازہ پر کھڑے رہے جب تک ٹرین اپنے سفر کو روانہ نہ ہو گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے چاہنے والوں سے اس حد تک پیار کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اِن کے خطوط کو اپنا دِل قرار دیا۔ اور ایک دفعہ فرمایا کہ

"دُنیا کا کوئی مُلک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصوّر میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور اُن کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو"

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

تاریخِ احمدیت نے یہ دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ بھی محفوظ کیا ہے کہ ایک عیسائی باعلم شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے کینیڈا سے مسجد فضل لنڈن تشریف لائی۔ حضور سے ملاقات سے قبل مکرم امام صاحب مسجد فضل سے ملاقات ہوئی جس میم اُس نے یہ تاثر اخذ کیا کہ خلیفۃ المسیح کے Followers اپنے امام سے جنون کی حد تک پیار کرتے ہیں۔ یہ تاثر اُس عیسائی کا اُس وقت غلط ثابت ہوا جب وہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے باہر آیا اور اُس نے اِس امر کا اظہار کیا کہ مَیں ملاقات کے وقت یہ تاثر لے کر اندر گیا تھا کہ آپ لوگ اپنے امام سے بے حد پیار کرتے ہیں۔ ملاقات کے بعد میرا یہ تاثر غلط ثابت ہوا ہے۔ آپ کا امام آپ سے آپ سے بھی بڑھ کر پیار کرتا ہے۔

سامعین! تقریر کا ایک حصّہ اس متعلقہ شعر کی تشریح اور اِس کے مطابق صحابہ رسولؐ، صحابہ مسیح موعودؑ اور احباب جماعت کا عملی نمونہ ہے۔ سب سے پہلے شعر کو لیتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے غیر اسلامی اخلاق واعمال کا سیلاب اُمڈ آیا ہے جس میں اسلام کی کشتی غرق ہونے کو ہے۔ اب کشتی اور اِس کے سواروں کو محفوظ رکھنے کے لئے ہم احمدیوں کا وہ جنون کام آئے گا جو اسلام احمدیت کی اشاعت کے لئے ہمارے اندر دیوانہ وار موجود ہے۔ اگر ہم عقل کے ذریعہ سوچتے رہ گئے اور منصوبے بنانے میں مصروف رہے تو ہم اِس مخلوقِ خداوندی کو محفوظ نہیں رکھ پائیں گے۔ جس طرح اصل میں مجنون انسان اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی کام کر جاتا ہے۔ وہ اپنی طرف آنے والی ہر روک اور حد بندی کو بالائے طاق رکھ کر کام کرنے میں کود پڑتا ہے اور آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اُس کے سامنے ایک ہی خیال لگن اور دُھن ہوتی ہے کہ مَیں نے یہ کام کر گزرنا ہے۔ اِسی لگن اور دُھن اور جنون کی طرف حضورؑ دعوت دے رہے ہیں کہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور اپنے ماحول میں تعلیم وتربیت کے لئے اِسی جنون سے کام لیں۔ آپ کی نمازوں میں صحابہؓ جیسا جنون دیکھنے کو ملے۔ آپ اپنے اللہ تعالیٰ کی تسبیحات اور استغفار ایسا کریں جیسا صحابہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی مجنونانہ دوڑ لگی ہوئی تھی کہ غریب اور مفلس صحابہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ حضورؐ! امیر اور صاحبِ حیثیت صحابہ مالی قربانیاں کرتے ہیں جس کی ہم استطاعت نہیں پاتے تو حضورؐ نے اُن کو یہ نسخہ بتایا کہ آپ ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھ لیا کریں تو آپ کو بھی مالی قربانی کے برابر ثواب مل جایا کرے گا۔ یہ بات امیر اور صاحبِ حیثیت صحابہ کے بھی علم میں آگئی اور انہوں نے بھی یہ تسبیحات کرنی شروع کر دیں۔ تو یہ تھا وہ جنون جن کی آج بھی ضرورت ہے۔ جہاں ہمیں نیکیوں کی تلاش میں اِس جنون کی ضرورت ہے وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مطابق اِن نیکیوں کی حفاظت بھی ہمارے جُنون کا تقاضا کرتی ہے۔

مَیں وہ مجنوں ہوں کہ جس کے دل میں ہے گھر یار کا
اور ہو گا وہ کوئی جس کو ہے مَحمِل کی تلاش

آئیں! اب کچھ واقعات صحابہ رسولؐ اور صحابہ مسیح موعودؑ کے سنتے ہیں۔ جنہوں نے جنون کو مدّ نظر رکھ کر اپنی اور اہل خانہ کی تربیت کی۔ جنہوں نے اسلام احمدیت کا پرچار اور تبلیغ میں اپنی مجنونانہ حالت کو استعمال کیا۔

جنگ بدر کے موقع پر حضرت مقداد بن اسودؓ دیوانہ وار کہا کہ یا رسول اللہؐ! اگر جنگ ہوئی تو ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ بلکہ خدا کی قسم! ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن جو آپؐ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے وہ آپ تک نہیں

پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یارسول اللہؐ! جنگ تو ایک معمولی بات ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے آپؐ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود جاؤ۔ ہم بلا دریغ سمندر میں کود جائیں گے۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد 1 صفحہ 453)

سامعین! "اے جنوں! کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار" کے مصداق صحابہ رسولؐ کے ایسے جنون کا واقعہ آپ کے رکھنے جا رہا ہوں کہ روحانی جنون، مادی جنون پر اُس وقت آ گیا کہ جب حرمتِ شراب کے دن حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں ہم جلیسوں کی ایک محفل میں مہمانوں کی تواضع شراب سے کی جا رہی تھی اور شاملینِ مجلس شراب کے خُمار سے جنون میں لت پت تھے کہ مدینہ کی گلیوں میں ایک منادی کرنے والے نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کر دیا تو شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے اور شراب گلیوں میں بہنے لگی۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

ایک اور دیوانے کا واقعہ سنئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لوگو! بیٹھ جاؤ۔"
حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو رہے تھے۔ وہ مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاعت کا یہ شاندار نمونہ دیکھ کر فرمایا:
اے عبد اللہ بن رواحہ! تمہارا اطاعت کا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے۔

(اصابہ جزء 4 صفحہ 66)

سامعین! صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ کے سردار عروہ بن مسعود نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور آپؐ کے صحابہ کی آپؐ سے مجنونانہ محبت اور آپؐ اطاعت اور وفا شعاری دیکھ کر اپنی قوم کو مشورہ دیا کہ وہ موتیں ہیں اُن سے مت لڑنا۔
پیارے بھائیو! آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کے سچے غلاموں نے بھی وفا کے اچھوتے نمونے اور انوکھے انداز رقم کر دکھائے۔ حضرت مسیح پاکؑ نے انہیں اطاعت کے حقیقی معنی سمجھاتے ہوئے فرمایا تھا:
"اطاعت بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74)

حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی تعلیم کے خلاصہ کے طور پر دس شرائط مقرر فرمائیں۔ اس عہد بیعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:
"در حقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 257)

مسیح دوراں کے دست مبارک پر اولین بیعت کا شرف پانے والوں نے دیوانوں کی طرح اس پاکیزہ نصیحت پر کان دھرتے ہوئے اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے شرائط بیعت کا حق ادا کر کے دکھا دیا۔ حضرت مسیح پاکؑ اپنے ایک رفیق شیخ حامد علی کے بارہ میں فرماتے ہیں:
"مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میّت کی طرح ہو گیا تھا۔ التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بے ہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 540)

مسیح دوراں کے غلاموں میں سے سب سے اول نمبر پر مجنونِ صادق حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ تھے جن کی فدائیت اور جذبہ اطاعت انتہاء پر تھا۔
1891ء کے قریب کا واقعہ ہے حضرت اقدسؑ اور مولوی نذیر حسین (صاحب) وغیرہ کے درمیان مباحثہ ہونے والا تھا۔ دہلی سے حضور نے بذریعہ تار حضرت مولوی نورالدین صاحب کو دہلی بلایا اس وقت حضرت مولوی صاحب مطب میں نسخے لکھ رہے تھے تار آئی تو پوچھا کہ کیا لکھا ہے ...... بتایا گیا کہ آپ کو دہلی فوراً آنے کا حکم حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ہے۔ حضرت حکیم الامت نے وہیں نسخہ اور قلم فرش پر رکھ دیا اور جوتی پہن کر یکہ کے اڈہ کی طرف پیادہ چل پڑے۔ قادیان کی جانب غرب جب خاکروبوں کے محلہ (جو بعد میں دارالصحت کہلاتا تھا) کے قریب پہنچے تو ایک یکّہ بان بٹالہ سے آکر حضرت مولوی صاحب کو کہتا ہے کہ مَیں تحصیلدار صاحب بٹالہ کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہوں۔ معلوم ہوا کہ تحصیلدار کی بیوی سخت بیمار ہے اور حضرت مولوی صاحب کو بلایا ہے۔ آپ بٹالہ پہنچے اور تحصیلدار سے کہا کہ مَیں

نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ تحصیلدار نے کہا کہ آپ میری بیوی کا علاج کریں نسخہ دیں۔ جب تک آپ نہ آئیں گے گاڑی نہیں چلے گی۔ چنانچہ آپ نے علاج کا انتظام کیا اور تحصیلدار صاحب آپ کو ساتھ لے کر ریلوے سٹیشن بٹالہ پر پہنچے اور دہلی کا ٹکٹ دے کر اور یک صد روپیہ نذر کر کے آپ کو گاڑی میں بٹھا دیا اور حضرت مولوی نورالدین صاحب روانہ ہوگئے (اور دہلی پہنچ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔) حضرت مولوی صاحب نے گھر سے نہ کوئی خرچ منگوایا، نہ مشورہ (کیا) اور (نہ) اطلاع کی۔ مطب سے ہی دہلی کو روانہ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی قربانی دیکھ کر وہ سلوک کیا کہ باید وشاید۔"

(اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 35)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے ایک دیوانے رفیق خاص حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے بارے فرمایا:

"سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش! وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصوّر سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ، رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حُسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک سے دریغ نہیں اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

اسی لئے آپؑ نے آپؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

کیا ہی اچھا ہو تا اگر امت کا ہر فرد نور دین ہو جاتا اور یہ ہو جائے اگر ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔

اسی طرح شہید کابل حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اس نے اپنے ایمان کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ بیوی بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہ ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعّم نے اس کو بزدل نہ بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہ کیا۔ عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ جان جیسی عزیز شے کو جو انسان کی ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا، جس کا اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 511-512)

خوش نصیب جنہوں نے مسیح دوراں کے جلائے ہوئے چراغوں سے اپنی مشعلیں روشن کیں اور مبارک ہیں وہ جنہوں نے چراغوں کے گل ہونے سے قبل ان سے اپنے دیے جلائے اور پروانوں کی طرح جان دے دی۔

اے عاشق! حیلے چھوڑ دے دیوانہ بن جا
آگ کے بیچوں بیچ آ جا پروانہ بن جا

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡